اَلْعَقَائِدُ الْمَاتُرِیْدِیَۃُ فِیْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِیَۃِ

المعروف

شرحِ عقائدِ نسفی

اجمل

تصنیف

امام الکلام ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفّٰی ۵۳۵ھ)

ترجمہ وشرح

ابو العطاء علامہ غلام حسین عاصم ماتریدی

فیضِ رضا پبلی کیشنز

جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

+92(41) 8788807 - 8860777 - 300-8660128

عقائد پر مختصر جامع متن اور اس کی آسان شرح

عقائد نسفی

مترجم

تالیف

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ)

ترجمہ و حواشی

علامہ ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

نام کتاب .... عقائد نسفی مترجم

تالیف .... امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی رَحِمَہُ اللّٰہ

مترجم/محشی .... علامہ ابو عاصم غلام حسین ماتریدی مَدَّظِلُّہٗ

کمپوزنگ .... عزیزہ راشدہ اختر سَلَّمَہَا اللّٰہُ تعالٰی

پروف ریڈنگ .... مولانا محمد ریاض احمد سعیدی

زیر اہتمام .... قاری غلام مصطفی سَلَّمَہُ اللّٰہُ تعالٰی

سال طباعت 2015

صفحات 64

قیمت ....

ملنے کا پتہ

شہباز احمد .... والٹرسٹریٹ نیوز ایجنٹ برائرفیلڈ، لنکا شائر۔ انگلینڈ

مکتبۃ المصطفٰی ...... 8 کاسل سٹریٹ برائرفیلڈ، لنکا شائر۔ انگلینڈ

مکتبہ اسلامیہ ...... مصطفی منزل، 85 بی بلاک کشمیر کالونی، جہلم۔ پاکستان

جمعیت فیض رضا ...... جامعہ قادریہ رضویہ مصطفی آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

فہرست

دیباچه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قارئین کرام!

علم کلام کو علم عقائد، اصول الدین، الفقہ الاکبر، علم التوحید والصفات، علم الاستدلال اور علم الکلام کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس علم میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ نبوت ورسالت، معاد، امامت اور خلافت کے مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

اس علم کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے دوسروں پر عقائد دینیہ کو مدلل طور پر ثابت کیا جاتا ہے اور شبہات کا ازالہ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ علم تمام علوم سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ قرون سابقہ میں اس علم کو الفقہ الاکبر کہتے تھے۔

چنانچہ فخر الاسلام بزدوی "فقہ اکبر" کے بارے میں فرماتے ہیں:

(وَقَدْ صَنَّفَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ ذَالِکَ)اَیْ فِیْ عِلْمِ التَّوْحِیْدِ وَالصِّفَات

کِتَابَ الْفِقْهِ الْاَکْبَرِ سَمَّاهُ اَکْبَرِ الخ

کشف الاسرار 71:1

بعض کہتے ہیں کہ فقہ کے تین اجزاء ہیں:

(۱) فقہ اکبر یعنی اعتقادیات حقہ

(۲) فقہ اوسط یعنی قلبی خلوص نیت وغیرہ

(۳)فقہ اصغر یعنی ظاہری اعضاء کے اعمال جیسے رکوع وسجود

مقدمہ عین الھدایہ مولانا امیر علی

چونکہ بعض اہل تحقیق کے نزدیک سب سے پہلے جس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہوا تھا وہ کلام الٰہی (قرآن مجید) کا مسئلہ تھا۔ معتزلہ علانیہ کہتے تھے کہ کلام اللہ مخلوق ومحدث ہے اور اہل السنت والجماعت اس کو غیر مخلوق اور قدیم مانتے تھے تو ایک جزو کے نام سے سارے اجزاء کا نام علم کلام مقرر ہوگیا۔

صدر الشواھد

علم کلام کی وجہ تسمیہ کے متعلق اور بھی اقوال ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے اب یہاں علم عقائدوکلام پر لکھی گئی **عقائد اھل سنت وجماعت ماتریدیہ حنفیہ** کی چند کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَبِہٖ اَسْتَعِیْنُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ

عقائد اہل سنت کی کتابیں

دوسری صدی ہجری سے لے کر آج ۱۴۲۱ھ تک عقائد اہل سنت حنفیہ ماتریدیہ کے موضوع پر مختلف زبانوں، مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں سینکڑوں

کتب لکھی گئی ہیں جن کا احصاء اور شمار کرنا بہت مشکل اور دشوار ہے۔مگر یہاں صرف چند اہم اور زیادہ مشہور کتب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جو علم کلام وعقائد پر تحریر کی گئیں ہیں۔

(1) فقہ اکبر

حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعَالٰی (متوفی ۱۵۰ھ) کی ہے اس کی بہت سی شرحیں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ بعض مدارس میں داخل نصاب بھی ہے۔

(2) العقیدۃ الطحاویہ (العقائد الطحاویہ)

حضرت ابوجعفر احمد طحاوی حنفی (متوفی ۳۲۱ھ) کی ہے۔اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ یہ عقائد میں بڑی عمدہ کتاب ہے اور بعض مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

(3) کتاب التوحید

حضرت امام علم الہدی ابومنصور محمد بن محمد ماتریدی سمرقندی (متوفی ۳۳۳ھ) کی تالیف ہے۔

(4) اصول الدین

صدر الاسلام قاضی ابو الیسر محمد بن محمد بزدوی (متوفی ۴۸۴ھ) نے لکھی ہے۔ اس میں علم کلام وعقائد کے بڑے اہم مسائل آسان طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔

(5) التمہید فی بیان التوحید

امام ابو شکور محمد بن عبد السید سالمی نیشیا پوری نے تالیف فرمائی ہے۔ یہ امام پانچویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں جیسا کہ "**التمہید فی بیان التوحید**" مخطوطہ کے ورق ۱۸۶ پر لکھا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ کتاب بعض دینی مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے یہ کتاب حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے پوری سبقاً سبقاً پڑھی تھی۔

تاریخ دعوت و عزیمت ۳:۶۴

نیز بعض کتابوں میں اس کے حوالے بھی ملتے ہیں۔

(6) تَبصِرَۃُ الْاَدِلَّۃِ فِیْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ عَلٰی طَرِیْقَۃِ اَبِیْ مَنْصُوْر الْمَاتُرِیْدِی

یہ سیف الحق والدین امام ابوالمعین میمون نسفی (متوفی ۵۰۸ھ) نے لکھی ہے اس میں عقائد ماتریدیہ حنفیہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نیز دیگر فرقوں کے بھی نظریات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بڑی مفصل کتاب ہے۔ امام ابوالمعین کی بَحْرُ الْکَلَامِ اَلتَّمْهِیْدُ لِقَوَاعِدِ التَّوْحِیْدِ بھی بڑی عمدہ کتابیں ہیں۔

(7) التمهید لقواعد التوحید

علامہ ابو الثناء محمد بن زید لامشی ماتریدی (متوفی ۵۰۶ھ غالباً) کی تصنیف ہے۔

(8) العقائدالنسفیہ

امام العقائد نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) کی یہ کتاب بڑی مستند ہے۔ عقائد ماتریدیہ کا خلاصہ اورلب لباب ہے۔اس کی ۳۵ سے زائد شرحیں تحریر کی گئیں ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور ومتداول شرح ''**عقائد نسفی**'' علامہ سعد الدین تفتازانی کی ہے جس کے تقریبا ۸۰ کے قریب شروح وحواشی تحریر کیے گئے ہیں۔قریب زمانہ میں علامہ شمس الدین صواتی نے اس کی تین جلدوں میں عربی شرح لکھی ہے جس کا نام الجواھر البھیہ علی شرح عقائد النسفیہ ہے۔راقم الحروف نے بھی العقائد النسفیہ کی اردو زبان میں نہایت آسان شرح تحریر کی تھی جو''اسلامی عقائد'' کے نام سے شائع کی گئی تھی۔

(9)قصیدہ بدء الامالی

امام سراج الدین امام الحرمین علی بن عثمان (متوفی ۵۹۹ھ) کی بہترین تصنیف ہے۔اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔

(10) البدایہ من الکفایہ فی اصول الدین

مناظر اسلام نورالدین احمد صابونی بخاری (متوفی ۵۸۰ھ) کی یہ کتاب عقائد اہل سنت وجماعت حنفیہ ماتریدیہ کی بڑی اہم کتاب ہے جو مصر میں طبع ہوچکی ہے

(11) المعتمدفی المعتقد (محشی فارسی)

امام اجل ابوعبداللہ فضل اللہ تور بشتی متوفی ۶۶۱ھ) کی کتاب فارسی زبان میں ہے اورعقائد وکلام کے موضوع پر جامع اور عمدہ طریقے پر مرتب ہے۔

(12) عمدة العقائد فی اصول الدین

امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی سنہ ۷۱۰ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ”عمدہ عقیدہ اہل السنت والجماعۃ عمدة العقائد العقیدة الحافظیة“ اور عمدة العقائد فی اصول الدین کے ناموں سے مشہور ہے۔ اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ بہت سے علما نے اس کی متعدد شرحیں لکھی ہیں۔

(13) تکمیل الایمان و تقویۃ الایقان

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی سنہ ۱۰۵۲ھ) کی یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ملتا ہے۔

(14) عقائد اہل سنت وجماعت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (متوفی سنہ ۱۰۳۳ھ) کے عقائد اہل سنت و جماعت کے موضوع پر تین مکتوب ہیں۔ یعنی مکتوب 266 دفتر اول جس میں 21 عقیدے مذکور ہیں۔ مکتوب 67 دفتر دوم میں 25 عقیدے بیان ہوئے ہیں اور مکتوب 17 دفتر سوم میں اعتقادیات کے زیر عنوان 14 عقائد بیان کیے گئے ہیں جو عقائد کی اصلاح کے لئے بے حد مفید ہیں۔

(15) اشارات المرام من عبارات الامام

علامہ کمال الدین احمد البیاضی (متوفی سنہ ۱۰۹۸ ہجری) کی تصنیف ہے۔ علامہ موصوف نے حضرت امام ابوحنیفہ کے رسائل خمسہ الاصول المنیفۃ

مرتب کر کے اس کی بڑی جامع اور معلوماتی شرح تحریر لکھی تھی جو طبع ہو چکی ہے۔

(16)مرام الکلام فی عقائد الاسلام مع ایمان نامہ

حضرت علامہ عبدالعزیز بن احمد حامد قریشی افغانی ثم ملتانی فرہاروی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی تصنیف ہے جو کہ ترتیب وتحریر کے اعتبار سے بڑی عمدہ ہے مگر اس کو احسن طریقہ سے طبع نہیں کیا گیا۔

(17)المعتقد المنتقد (عربی)

علامہ فضل رسول بدایونی (متوفی ۱۲۸۹ھ) کی اس کتاب میں عقائد اہل سنت وجماعت کا اثبات اور اس دور کے بعض فرقوں کا رد ہے۔ اس کے آغاز میں علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ مفتی صدر الدین، شیخ احمد سعید مجددی اور مولانا حیدر علی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی کی تقاریظ ہیں جن سے کتاب کی اہمیت وافادیت ظاہر ہوتی ہے۔

(18) الحصون الحمیدیۃ للحافظۃ علی العقائد الاسلامیہ

یہ علامہ حسین آفندی بن محمد مصطفی طرابلسی شامی (متوفی ۱۳۲۷ھ) کی تالیف ہے جو کہ الرسالۃ الحمیدیۃ فی حقیقت الدیانیۃ الاسلامیۃ وحقیقۃ الشریعۃ المحمدیۃ کا بہترین خلاصہ ہے جو طلبہ کے لئے بے حد مفید کتاب ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی کتابیں علم عقائد وکلام کے موضوع پر ہیں مگر طوالت کے خوف کے ان کا ذکر نہیں کیا۔ عقائد کی درستی کے لئے ان کتابوں سے ضرور استفادہ کرنا چاہیئے تا کہ عقائد میں پختگی اور علم میں وسعت پیدا ہو۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

صاحب عقائد نسفی

امام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ۴۶۱ ہجری کو ماوراء النہر کے شہر نسف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوحفص، لقب نجم الدین، اور صفت نسبتی نسفی اور سمرقندی ہے۔ آپ نے حصول علم کی خاطر مکہ معظّمہ اور دیگر ملکوں کے اہم شہروں کا سفر کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ امام نجم الدین نسفی نے تحصیل علم حدیث وفقہ کے لئے ساڑھے پانچ سو شیوخ واساتذہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا۔

آپ نے سو کے قریب کتابیں لکھیں ہیں جو کہ تفسیر وقراءت، حدیث، فقہ، تصوف واخلاق، تاریخ وتذکرہ، لغت وادب اور عقائد میں ہیں۔ اکیس کتابوں کے نام تو تذکروں میں ملتے ہیں۔

غرضیکہ آپ بہت بڑے مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مؤرخ، ادیب ناظم، نحوی اورلغوی امام ابومنصور ماتریدی کے طریقے پر چلنے والے تھے۔ انہیں کے عقائد و مسلک کا درس دیا کرتے تھے اور انہیں کے نظریات کے مطابق کتاب العقائد لکھی جو عقائد نسفی کے نام سے مشہور ہے جس کو خاص قسم کی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے صاحب ہدایہ بھی ہیں۔ آپ نے ۱۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۵۳۷ ہجری میں سمرقند میں انتقال فرمایا۔

العقائد النسفیہ

علم عقائد وکلام اشرف العلوم اور رئیس الفنون ہے جس کے متعلق لاتعداد کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور لکھی جارہی ہیں مگر سب سے زیادہ مستند اور مقبول کتاب امام ابوحفص عمرنسفی کی العقائد النسفیہ ہے، جونہایت مختصر اور مسائل اعتقادیہ کا گویا ایک خزینہ ہے۔ لیکن جو مقبولیت اسے حاصل ہوئی ہے کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہوسکی۔ اس کی متعدد شرحیں تحریر کی گئی ہیں۔ چنانچہ جناب امتیاز علی عرشی صاحب لکھتے ہیں۔

العقائد النسفیہ یہ عقائد پر چھوٹا سا رسالہ ہے مگر خدا نے اسے قبولیت وہ بخشی ہے کہ باید وشاید۔ بڑے بڑے فاضلوں نے اس کی شرحیں اور شرحوں کے حاشیے لکھ کر رائی کے دانے کو پہاڑ کی بلندی عطا کردی۔ آج تک درس نظامی میں شامل اور حنفیوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے رہا ہے۔

مقالات عرشی

اس کی شروح کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علماء اہل السنت والجماعت نے خصوصی توجہ رکھی ہے۔

وَ قَدْ عَكَفَ عَلَيْهِ الْمَاتُرِيْدِيَّةُ فَاَلَّفُوْا حَوْلَهٗ اَكْثَرَ مِنْ مِّائَةِ كِتَابٍ مَا بَيْنَ شُرُوْحِ الشُّرُوْحِ وَالْحَوَاشِى الْحَوَاشِىْ۔ عَلَى الْحَوَاشِى

كشف الظنون

شروح عقائد نسفی

بعض شروح کے نام یہ ہیں:

(1)شرح العقائد

شمس الدین ابوالثنا محمد بن احمد اصفہانی

(2)شرح القلائد على شرح العقائد النسفی

شیخ جمال الدین محمود احمد مسعود

(3)حل العقائد فی شرح العقائد

شیخ زادہ ہروی

(4) القول الوافی لشرح العقائد النسفی

شیخ ابوعبداللہ محمد بن زین الدین

(5)شرح العقائد النسفیۃ

علامہ سعد الدین تفتازانی

(6)الفوائد القادریہ شرح العقائد النسفیۃ

عبدالقادر

(7)شرح العقائد النسفیۃ فی عقیدۃ الاسلامیہ

ڈاکٹر عبدالملک عبدالرحمن سعدی عراقی

(8)حلاوت الایمان موسوم عبدیہ شرح عقائد (نسفیہ فارسی)

عبداللہ جامی بہاول پوری

(9) الجواهر البهیۃ علی شرح العقائد النسفیہ

علامہ شمس الدین افغانی صواتی

مقبول ترین اور سب سے بڑی شرح

ان شروح میں سے سب سے زیادہ مقبول ،مشہور اور متداول شرح العقائد النسفیہ (علامہ سعدالدین تفتازانی) ہے۔بعض کے نزدیک اس کے 36 سے زائد کی شروح وحواشی اور بعض کے نزدیک 80 کے قریب اس کے حواشی وشروح ہیں جو کہ زیادہ تر شروح علی الشروح ،حواشی علی الحواشی ہیں۔شرح عقائد (علامہ سعدالدین تفتازانی) کی سب سے بڑی جامع شرح عقائد نسفی کی نبراس ہے۔اور الجواھر البھیۃ جامع اور مفصل شرح ہے جو کہ تین جلدوں میں ہے مگر صرف ایک جلد طبع ہوئی ہے۔

اس میں بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جن میں بعض فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ صدیوں سے دینی مدارس میں عقائد نسفی مع شرح پڑھی پڑھائی جاتی رہی ہے۔اور اب بھی یہ کتاب اپنی مقبولیت کی وجہ سے پاکستان ہندوستان بنگلہ دیش،افغانستان اور عراق وغیرہ کے دینی مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔نیز جامع ازہر کے نصاب میں بھی داخل درس ہے۔

چنانچہ علامہ ڈاکٹر فتح اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّخَذَ الْاَزْہَرُ فِیْ مِصْرَ ھٰذَاالْکِتَابَ مَصْدَرًا اَسَاسِیًّا لِدِرَاسَۃِ التَّوْحِیْ مُنْذُ زَمَانٍ بَعِیْدٍ وَمَازَالَ اِلٰی یَوْمِنَا ھٰذَا ھُوَ عُمْدَۃٌ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْاَزْہَرِ وَطُ مَادَّۃِ التَّوْحِیْدِ۔(مقدمہ کتاب التوحید :۹)

اسی اہمیت کے پیش نظر آج سے چند سال قبل راقم الحروف نے عقائد نسفی

کی ایک مفصل اور جامع شرح اردو میں لکھ کر شائع کر دی تھی اور اس سے کچھ عرصہ پہلے العقائد النسفیۃ عربی اردو،مصباح الفرائد فی ترجمۃ العقائد کے نام سے طبع کرادی تھی۔اب دوسری مرتبہ اردو مع عربی متن کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔اور یہ نقش اول کی بنسبت زیادہ مفید اور آسان ہوگی۔جن لوگوں کے پاس وقت کی قلت ہو وہ اس سے فائدہ حاصل کریں اور جن کے پاس وقت زیادہ ہو تو وہ راقم کی کتاب شرح عقائد نسفی کا مطالعہ کریں۔

مرتب کے پیش نظر کتب:

متن عقائد نسفی کی ترتیب وترجمانی کے وقت مندرجہ ذیل کتب پیش نظر رہی ہیں:

(1) شرح عقائد النسفی

(2) نبراس

(3) بغیۃ الرائد

(4) شرح النسفیۃ فی عقیدۃ الاسلامیۃ

(5) مجموعۃ الحواشی البھیۃ علی شرح العقائد النسفیۃ

(6) متن العقائد نسفی (مطبوعہ ترکی)

(7) حلاوت الایمان شرح عقائد نسفی

(8) احسن الفوائد فی حل شرح العقائد

(9) تہذیب العقائد

(10) بیان الفوائد

(11) العقائد النسفیۃ (مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ء) وغیرہ۔

جہاں کہیں متن کی عبارت میں اختلاف پایا گیا اس کا ذکر بھی کر دیا ہے۔

آخر میں نہایت مشفق اور مہربان حضرت علامہ مولانا محمد ریاض احمد سعیدی مدظلہ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود قیمتی نکال کر محض رضائے الٰہی کی خاطر میری اس کتاب کی تصحیح اور بعض حوالوں کی تخریج فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کے چھپوانے کا بھی بندوبست فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی اس مخلصانہ کاوش کو قبول فرمائے اور جمعیت فیض رضا کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے جنہوں نے عقائد کے اس بنیادی متن کو عامۃ المسلمین اور طلباء کرام کی ضرورت کے پیش نظر شائع کیا۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس ادنیٰ سی خدمت کو اصل کتاب کی طرح شرف قبولیت عطا فرمائے اور سب کے لئے فائدہ مند بنائے۔

آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ ،حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ ،وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا
لِّلسُّوْ فَسْطَائِيَّةِ ،وَاَسْبَابُ الْعِلْمِ لِلْخَلْقِ ثَلٰثَةٌ ،اَلْحَوَاسُّ السَّلِيْمَةُ
وَالْخَبَرُ الصَّادِقُ وَالْعقلُ۔ فَالْحَوَاسُّ خَمْسٌ ،اَلسَّمْعُ ،وَالْبَصَرُ، وَا
وَالذَّوْقُ وَاللَّمْسُ وَبِكُلِّ حَاسَّةٍ مِّنْهَا تُوْقَفُ عَلٰى مَاوُضِعَتْ هِيَ لَهٗ۔

ترجمہ: اہل حق 1 (اہل سنت وجماعت) نے فرمایا کہ چیزوں کی حقیقتیں ثابت ہیں اور ان کے ساتھ حقائق (چیزوں) کا علم بھی ثابت ہے برخلاف (فرقہ) سوفسطائیہ کے (وہ چیزوں کی حقیقتوں کا منکر ہے)۔ مخلوق کے لئے اسباب علم تین ہیں۔ حواس سلیمہ (درست قوتیں)، خبر صادق (سچی خبر)، عقل۔ تو حواس پانچ ہیں (1) سمع، کانوں سے سننے کی قوت (2) بصر، آنکھوں سے دیکھنے کی قوت (3) شم، ناک سے سونگھنے کی قوت (4) ذوق، زبان سے چکھنے کی قوت (5) لمس، چھونے کی قوت۔ اور ان حواس میں سے ہر حاسہ اسی چیز کا ادراک کرے گا جس کے لیے وہ حاسہ (قوت) پیدا کیا گیا ہے۔

(1) ۱۸۴۳ء میں لندن سے عقائد نسفی طبع ہوئی تھی اس کے آغاز میں یہ عبارت ہے۔
قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ نَجْمُ الدِّيْنِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ اَحْمَدَ النَّسَفِيُّ (2) رَحِمَهُ اللّٰهُ
عبارت **عمدة العقائد** میں یوں ہے، قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ لِاَنَّ فِىْ نَفْيِهَا ثُبُوْتُهَا وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ۔ حق والوں نے فرمایا چیزوں کی حقیقتیں ثابت ہیں اس لئے کہ ان کی نفی میں ان کا ثبوت ہے (کیونکہ نفی دلیل ہے شی کے وجود کی) اور چیزوں کی حقیقتوں کا علم ان سے ثابت ہے۔

قولہ اھل الحق: اہل حق سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں۔اس نام سے موسوم ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ ''حق'' اللہ کے اسماء میں سے ہے۔ چونکہ اہل سنت و جماعت حق تعالیٰ کا وجود ثابت کرتے ہیں اس لئے انہیں حق کہا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حق کے معنی جزم واحتیاط کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ جو بات ظاہر کتاب وسنت سے ثابت ہے اور جس پر صحابہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ہے یہ حضرات اس کی حفاظت اور پابندی کرتے ہیں۔حتی الامکان اس سے کسی عقلی دلیل کی بنا پر انحراف نہیں کرتے۔ یہی احتیاط کا تقاضہ بھی ہے۔اس بنا پر وہ اہل حق بمعنی اہل احتیاط کے نام سے موسوم ہوئے ہیں۔

قولہ اسباب العلم: علم کی دو قسمیں ہیں۔علم قدیم اور علم حادث۔علم قدیم، اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ایک صفت ہے جو ازلی وابدی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور علم حادث مخلوق کا علم ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔علم ضروری جس میں غور وفکر درکار نہ ہو۔ جو غور وفکر کا محتاج ہو وہ اکتسابی اور کسبی ہے۔اور یہاں علم حادث مراد ہے اسی لئے'' **للخلق**'' فرمایا ہے اور خلق بمعنی مخلوق ہے۔اس سے مراد انسان، فرشتے اور جن ہیں۔

قولہ توقف: یعنی ہر حاسہ کے ذریعہ سے آگاہی ہوتی ہے جس کے لئے وہ حاسہ پیدا کیا گیا ہے۔تو کیا ایک حاسہ کے ذریعہ جن چیزوں کا ادراک ہوتا ہے ان چیزوں کا ادراک دوسرے حاسہ سے ممکن ہے یا نہیں؟ جواباً عرض ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔فلاسفہ کا کہنا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور اہل السنت والجماعت کا فرمان ہے کہ ایسا ممکن ہے، کیونکہ حواس کے ذریعہ ادراک اللہ تعالیٰ کے خلق وایجاد کا نتیجہ ہے، جو فی نفسہ حواس کی تاثیر سے نہیں اس لئے اس میں کوئی استحالہ (ناممکن ہونا) نہیں کہ اللہ تعالیٰ قوت باصرہ کے ذریعہ آوازوں کا اور سامعہ کے ذریعہ الوان اور اشکال کا ادراک ہمارے اندر پیدا فرمادے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

وَالْخَبَرُ الصَّادِقُ عَلٰى نَوْعَيْنِ: اَحَدُ هُمَا الْخَبَرُ الْمُتَوَاتِرُ، وَ هُوَا

عَلٰى اَلْسِنَةِ قَوْمٍ لاَّ يُتَصَوَّرُ تَوَاطُوئُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ وَهُوَمُوْجِبٌ لِّلْعِ

الضَّرُوْرِيِّ كَالْعِلْمِ بِالْمُلُوْكِ الْخَالِيَّةِ فِى الاَزْمِنَةِ الْمَاضِيَّةِ ،وَالْبُلْدَا

النَّائِيَةِ ۔وَالنَّوْعُ الثَّانِىْ خَبَرُ الرَّسُوْلِ الْمُؤَيَّدِبِالْمُعْجِزَةِ وَهُوَ يُوجِبُ

الْعِلْمَ الاِسْتِدْلَالِيَّ ،وَالْعِلْمُ الثَّابِتُ بِهِ يُضَاهِى الْعِلْمَ الثَّابِتَ

بِالضَّرُوْرَةِ فِى التَّيَقُّنِ وَالثَّبَاتِ۔

ترجمہ:اورخبر صادق دوقسموں پر ہے ان میں سے ایک تو خبر متواتر ہے۔ وہ ایسی خبر ہے جو اتنے لوگوں کی زبانی ثابت ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو۔ اور (وہ بدیہی طور پر) علم ضروری (1) کا فائدہ دینے والی ہے جیسے گزشتہ زمانوں میں گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم اور دور دراز کے شہروں کا علم ۔ اور دوسری قسم اس رسول (2) کی خبر ہے جس کو اللہ تعالی کی طرف سے قوت بخشی گئی ہو جس کی رسالت معجزہ (3) سے ثابت ہو اور وہ خبر رسول ایسے علم کو ثابت کرتی ہے جو استدلالی ہو اور جو علم خبر رسول سے ثابت (حاصل) ہوتا ہے وہ اس علم کے مشابہ (4) ہوتا ہے جو صفت ضرورت کے ساتھ بلا استدلال حاصل ہوتا ہے یقینی ہونے اور ثابت ہونے میں (یعنی خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم اگر چہ نظری واستدلالی ہے بایں ہمہ کہ یقینی ہونے اور ثابت وقائم رہنے میں وہ علم ضروری کے مشابہ ہے)

(1) ضروری کے دو معنی ہیں؛ضروری وہ علم جو اللہ تعالیٰ انسان میں بغیر کسب اور غور وفکر کے پیدا فرمائے جیسے انسان کو اپنے وجود کا علم، کیونکہ اس کا حصول انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ضروری وہ علم جو پہلی نظر سے بغیر غور وفکر کئے حاصل ہو جیسے ہر چیز کا کل اس کے جز سے بڑا ہے کیونکہ کل وجزء

کے تصور کے بعد علم حاصل ہوتا ہے۔ بدیہی وہ علم ہے جس میں غور وفکر کی ضرورت نہ ہو اور ضروری اور بدیہی میں کوئی فرق نہیں۔

علم استدلالی وہ علم ہے جو دلیل میں غور وفکر کرنے سے حاصل ہو جیسے دھواں دیکھنے سے آگ کے وجود کا علم حاصل ہوتا ہے۔

علم اکتسابی وہ علم ہے جو حواس خمسہ، خبر صادق اور عقل کے ذریعہ غور وفکر کرنے سے حاصل ہو۔ خیال رہے کہ علم ضروری غیر اختیاری کے مقابل علم اکتسابی ہے اور علم ضروری بدیہی کے مقابل استدلالی ہے۔

(2) رسول وہ بے مثل انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف احکام شرعیہ پہنچانے کے لئے مبعوث فرمایا ہو۔ اور رسول بمعنی مرسل یعنی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔

(3) معجزہ وہ عادت توڑنے والا امر ہے جس کے ذریعہ اس شخص کی سچائی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے، جو اپنے رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

اَمْرٌ خَارِقٌ لِّلْعَادَةِ مَقْرُوْنٌ بِالتَّحَدِّیْ مَعَ عَدَمِ الْمُعَارَضَةِ۔ (شرح مقاصد)

معجزہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والا وہ خارق (خلاف) عادت امر ہے کہ باوجود چیلنج کرنے کے کوئی غیر نبی اس کا مثل پیش نہ کر سکے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں ایسا عظیم الشان دائمی معجزہ عطا فرمایا۔ چیلنج کے باوجود آج تک کوئی اس کی مثل پیش کر سکا اور نہ پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ} البقرہ 23:2

(4) قولہ یضاھی ای یشابہ یعنی خبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو علم سے ثابت ہو وہ علم ضروری کے مشابہ ہے۔ جس طرح محسوسات، بدیہیات، اور متواترات کا علم ضروری یقین کے معنی میں ہے اسی طرح خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم استدلالی یقین کے معنی میں ہے۔

وَاَمَّاالْعَقْلُ فَهُوَ سَبَبٌ لِّلْعِلْمِ اَيْضًا وَمَاثَبَتَ مِنْہُ بِالْبَدَاهَۃِ فَهُوَ
ضَرُوْرِیٌّ كَالْعِلْمِ بِاَنَّ كُلَّ شَيئٍ اَعْظَمُ مِنْ جُزْئِہٖ وَمَا ثَبَتَ مِنْ
بِالْاِسْتِدْلَالِ فَهُوَ اِكْتِسَابِیٌّ۔ وَالْاِلْهَامُ لَيْسَ مِنْ اَسْبَابِ الْمَعْرِفَۃِ
بِصِحَّۃِ الشَّيْئِ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ۔وَالْعَالَمُ بِجَمِيْعِ اَجْزَائِہٖ مُحْدَثٌ۔ اِذ
اَعْيَانٌ وَاَعْرَاضٌ۔ فَالْاَعْيَانُ مَا يَكُوْنُ لَہٗ قِيَامٌ بِذَاتِہٖ وَ هُوَ اِمَّا مُرَكَّب
وَهُوَالْجِسْمُ اَوْغَيْرُ مُرَكَّبٍ كَالْجَوْهَرِ وَهُوَالْجُزْئُ الَّذِیْ لاَ يَتَج
وَالعَرْضُ مَالَا يَقُوْمُ بِذَاتِہٖ۔ وَهُوَ يَحْدُثُ فِی الْاَجْسَامِ وَالْجَوَاهِ
كَالْاَلْوَانِ وَالْاَكْوَانِ وَالطُّعُوْمِ وَالرَّوَائِح ۔

ترجمہ:اور بہر حال جو عقل (سلیم) ہے تو وہ بھی سبب علم ہے (1) (عقل انسان کی وہ قوت ہے جس کی وجہ سے وہ علوم وادراکات نظریہ کی استعداد رکھتا ہے) اور جو علم عقل سے بدیہی طور پر (بغیر غور فکر کئے) حاصل ہو تو وہ ضروری ہے جیسے اس بات کا علم کہ ہر چیز کا کل اس کے اپنے جز سے بڑا ہوتا ہے اور جو علم استدلال سے (حاصل) ہو تو وہ اکتسابی اور کسبی ہے (جو غور وفکر توجہ کرنے سے حاصل ہو وہ استدلالی ہے۔ جیسے دھواں دیکھنے سے آگ کا علم ہو) اور الہام (جس کی تفسیر دل میں فیض کے طور پر کسی بات کے ڈالنے سے کی جاتی ہے)۔ اہل حق کے نزدیک شئ کی صحت کے اسباب علم میں سے نہیں (الہام علم کا سبب نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے کوئی چیز ثابت ہو)۔ اور عالم (دنیا) اپنے تمام اجزاء (حصوں) سمیت محدث ہے۔ (یعنی عدم سے نکال کر وجود کی طرف لایا گیا) کہ پہلے معدوم تھا پھر موجود ہوا، اس لئے کہ وہ (عالم) اعیان واعراض کا مجموعہ ہے (2) تو اعیان وہ چیزیں (ممکن)

ہیں جن کا قیام بالذات ہو(جیسے زمین وآسمان حجر وشجر وغیرہ)اور وہ اعیان مرکب ہوگا (دو جز سے یا زائد سے)اور وہ مرکب صرف جسم ہے یا وہ غیر مرکب ہوگا جوہر کی طرح ،اور وہ ایسا ٹکڑا ہے جو مزید ٹکڑے نہ ہو سکے اور عرض وہ ممکن ہے جو قائم بالذات نہ ہو(بلکہ قائم بالغیر ہو)جیسے کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حروف کا ہونا اور دیوار پر سیاہی سفیدی کا ہونا۔ (اور وہ عرض اجسام وجواہر میں پیدا ہوتا ہے جیسے رنگ سیاہ ،سفید ،سرخ ،سبز ،زرد)اور(اجتماع افتراق ،حرکت سکون) کا ہونا جیسے ذائقے اور بوئیں ہیں۔

(1)عقل کے معنی لغت میں قید و بیڑی کے ہیں۔عقل کو اس لئے عقل کہتے ہیں کہ وہ برے افعال سے روکتی ہے۔عقل کی پانچ تعریفیں کی گئی ہیں۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ عقل ایک ایسی فطری قوت ہے جس کے نتیجہ میں بعض ضروریات کا علم بالفعل ہوتا ہے۔اور یہاں عقل سے مراد عقل نظری ہے جس کو قوت نظریہ اور قوت علمیہ بھی کہتے ہیں۔اور عقل کے چار مراتب ہیں ۔عقل نظری ہیولانی۔عقل ہیولانی جو نومولود بچے میں پائی جاتی ہے۔عقل بالملکہ ، کیونکہ اس کے ساتھ ضروریات سے نظریات کو حاصل کرنے کا ملکہ اور استعداد حاصل ہوتی ہے۔عقل بالفعل ، کہ خزانہ خیال میں نظریات اس طرح جمع ہوں کہ نفس جب چاہے بغیر از سرنو نظر وفکر کی حاجت کے محض توجہ سے ان کے استحضار پر قادر ہو۔ عقل مستفاد ، کہ نظریات ہمہ وقت نفس کے پاس حاضر ہوں ان کے استحضار کی ضرورت ہی نہ پڑے۔بہر حال عقل اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔اسی لئے عقل علم کا ذریعہ ہے،اور اہل عقل ہی کو مخاطب اور مکلف بنایا گیا ہے۔ (نبراس مختصر : ۱۱)

(2) اَلْعَالَمُ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِيْنَ فَهُوَ جَمِيْعُ مَّاسِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ مِ الْاَعْيَانِ وَالْاَعْرَاضِ سُمِّىَ عَالَمًا لِكَوْنِهٖ عَلَمًا عَلٰى ثُبُوْتِ صَانِعٍ لَّہٗ۔

تبصرة الادلة 142

اعیان کی دو قسمیں ہیں۔اعیان مرکب جیسے اجسام۔اعیان غیر مرکب جیسے جواہر۔اور اعراض کی چار مثالیں دی گئی ہیں جیسے متن میں مذکور ہیں۔

وَالْمُحْدِثُ لِلْعَالَمِ هُوَاللّٰهُ تَعَالٰی۔ اَلْوَاحِدُ الْقَدِیْمُ الْقَادِرُ الْحَیُّ الْعَلِیْمُ
السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الشَّائِیُّ الْمُرِیْدُ ۔لَیْسَ بِعَرْضٍ وَلَا جِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ
لَا مُصَوَّرٍ وَلَا مَحْدُوْدٍ وَ لَا مَعْدُوْدٍ وَ لَا مُتَبَعْضٍ وَلَا مُتَجَزٍّ وَ لَا
لَا مُتَنَاهٍ وَ لَا یُوْصَفُ بِالْمَائِیَّۃِ وَلَا بِالْكَیْفِیَّۃِ وَلَا یَتَمَكَّنُ فِیْ مَكَانٍ
یَجْرِیْ عَلَیْهِ زَمَانٌ وَلَا یُشْبِهُهٗ شَیْئٌ وَلَا یَخْرُجُ عَنْ عِلْمِهٖ وَقُدْرَتِهٖ
وَلَهٗ صِفَاتٌ اَزَلِیَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِذَاتِهٖ وَهِیَ لَا هُوَوَلَا غَیْرُهٗ وَهِیَ
وَالْقُدْرَۃُ وَالْحَیٰوۃُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْاِرَادَۃُ وَالْمَشِیَّۃُ وَالْفِعْلُ
وَالتَّخْلِیْقُ وَالتَّرْزِیْقُ وَالْكَلَامُ۔

ترجمہ:اور پیدا کرنے والا اس عالم (دنیا) کا اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے، ہمیشہ سے ہے،
قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا، چاہنے والا اور ارادہ کرنے والا ہے (1) نہ عرض ہے،
نہ جوہر ہے اور نہ اس کا جسم ہے اور نہ وہ صورت و شکل والا ہے اور وہ حد و نہایت والا نہیں
ہے، اور وہ عدد و کثرت والا بھی نہیں اور نہ ٹکڑے قبول کرنے والا ہے اور نہ وہ اجزاء و تقسیم
ہونے والا ہے، اور نہ وہ مرکب ہے، اور نہ متناہی ہے اور نہ اس کی ماہیت کے ساتھ
تعریف کی جا سکتی ہے (جیسے ہم جنس ہونا) اور نہ اس کی کیفیت سے کوئی وصف بیان کیا
جا سکتا ہے (نہ اس کو مکان کی حاجت ہے) اور نہ اس پر زمانہ جاری ہوتا ہے (2) اور کوئی
شئ اس کے مشابہ نہیں اور کوئی چیز بھی اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اور خاص
اللہ تعالیٰ کے لئے صفتیں ہیں۔ ازلی غیر حادث اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں۔ اور وہ
صفتیں نہ تو عین ذات باری تعالیٰ ہیں اور نہ غیر ذات ہیں۔

(3) (کیونکہ صفات نہ موصوف کا عین ہوتی ہیں نہ غیر) اور وہ صفات ازلیہ یہ ہیں علم، قدرت، قوت، حیات، سمع، بصر، ارادہ، مشیت، فعل (4) تخلیق، پیدا کرنا رزق دینا (ان سے مراد صفت تکوین ہے) اور کلام کرنا۔

(1) راقم نے ان تمام صفات عالیہ کی مدلل تشریح نہایت احسن طریقہ سے شرح عقائد نسفی میں کی ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

(2) مصنف صانع عالم کی صفات ذاتیہ ثبوتیہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد صفات سلبیہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی تنزیہات بیان فرما رہے ہیں کہ جن باتوں سے اللہ پاک ہے۔ اور تنزیہات کے باب میں جو کچھ ذکر کیا ہے ان میں سے بعض دوسرے بعض سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ مگر تنزیہہ کے باب میں واجب تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے زیادہ تفصیل اور وضاحت کرنے اور مشبہ، مجسمہ، اور تمام گمراہ اور سرکش فرقوں کا کامل اور مضبوط طریقہ پر رد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس بنا پر الفاظ مترادفہ کے تکرار کی اور ان باتوں کی تصریح کی کوئی پرواہ نہیں کی، جو التزاماً معلوم ہو چکی تھیں۔ اور ولیس بعرض سے لے کر ولا یجری علیہ تک صفات سلبیہ وتنزیہات کا بیان ہے۔

(3) جیسا کہ نور کو نہ آفتاب کا عین کہہ سکتے ہیں نہ غیر بلکہ یہ کہیں گے کہ آفتاب تو معدن نور اور منبع ضیاء کا نام ہے اور نور اس کے لئے لازم ہے (علم الکلام) بلا تشبیہ اسی طرح حق تعالیٰ کی صفتیں نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات، بلکہ لازم ذات ہیں۔

(4) وَ الْفَعْلُ بِالْفَتْحِ کردن۔ (نبراس ۲۱۳)

یعنی فعل فا کے زبر کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے کرنا اور فعل فا کی زیر سے بمعنی کام ہے۔ اور یہاں اَلْفَعْلُ ہے، اَلْفِعْلُ نہیں ہے۔ اور ایک نسخہ میں و لا متجزی یا کے مذکور ہے۔

وَهُوَ مُتَكَلِّمٌ بِكَلَامٍ هُوَ صِفَةٌ اَزَلِيَّةٌ لَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْحُرُوْفِ
وَالْاَصْوَاتِ وَهُوَ صِفَةٌ مَّنَافِيَّةٌ لِّلسُّكُوْتِ وَالْاٰفَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى مُتَكَلِّمٌ
بِهَا آمِرٌ نَاهٍ مُخْبِرٌ۔ وَالْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَهُوَ مَكْ
مَصَاحِفِنَا مَحْفُوْظٌ فِیْ قُلُوْبِنَا مَقْرُوٌّ بِاَلْسِنَتِنَا مَسْمُوْعٌ بِاٰذَانِنَا
غَيْرُ حَالٍ فِيْهَا۔ وَالتَّكْوِيْنُ صِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَزَلِيَّةٌ وَهُوَ تَكْوِيْنُهٗ لِلْعَالَمِ
وَلِكُلِّ جُزْءٍ مِّنْ اَجْزَائِهٖ لِوَقْتِ وُجُوْدِهٖ وَهُوَ غَيْرُ الْمُكَوَّنِ عِنْدَ
وَالْاِرَادَةُ صِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهٖ تَعَالٰى۔

ترجمہ:اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے ایسے کلام کے سبب جو اس کی صفت ازلی ہے۔ وہ حروف اصوات (آواز) کی قسم سے نہیں ہے۔(1)(کیونکہ کلام نفسی ہے)اور وہ کلام ایک ایسی صفت ہے جو اس سکوت (خاموشی)اور آفت (کمزوری) کے منافی ہے۔(اللہ تعالیٰ ان دونوں عیبوں سے پاک ہے)اور اللہ تعالیٰ اسی صفت کلام کے ساتھ متکلم (کلام کرنے والا) ہے، حکم دینے والا، منع کرنے والا، خبر دینے والا ہے۔اور قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے اور وہ قرآن ہمارے مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔(یعنی کلام الٰہی پر دلالت کرنے والے حروف کی صورتوں اور کتابت کی شکلوں کے واسطے سے)اور وہ دلوں میں محفوظ ہے، اور ہماری زبان سے پڑھا جاتا ہے، اور ہمارے کانوں سے سنا جاتا ہے۔(اور ورقوں، دلوں، کانوں میں) حلول کرنے والا (یعنی داخل ہونے والا) نہیں۔اور تکوین اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے اور وہ صفت تکوین اللہ تعالیٰ کا عالم اور اس کی ہر چیز کو پیدا فرمانا ہے (لیکن ازل میں نہیں بلکہ اس کے علم اور قدرت کے مطابق)اس کے وجود کے وقت میں اور وہ صفت تکوین ماتریدیہ کے نزدیک مکون کا غیر ہے۔(کیونکہ تکوین اور مکون میں کوئی اتحاد نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ

ہیں)اورارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے جواس کی ذات سے قائم ہے۔(2)

(1)حضرت امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کلام کا ذکر ”فقہ اکبر“میں فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِالْاٰلَاتِ وَالْحُرُوْفِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَتَكَلَّمُ بِلَا اٰلَةٍ وَلَا حُرُوْفٍ وَالْحُ

مَخْلُوْقَةٌ وَكَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ۔ (فقہ اکبر)

اوراسی طرح بعد کے متکلمین نے کلام نفسی کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ صاحب ”عقائد الاسلام“ لکھتے ہیں کہ جوکلام حروف وآواز سے پاک ہے اس کوکلام نفسی کہتے ہیں اور جوحروف وآواز سے متصف ہووہ کلام لفظی ہے۔تمام حضرات متکلمین اورتمام اولیاء وعارفین اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کا کلام جواس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اس میں نہ حرف ہے اورنہ آواز ہے۔اور حضرات محدثین یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حروف بھی ہیں اورصوت (آواز) بھی ہے۔مگر اللہ کے کلام کے حروف اورالفاظ اوراس کی صوت وآواز ہمارے الفاظ اورصوت کی طرح نہیں ہے جس طرح ذات خداوندی بے چون وچگون ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے چون وچگون ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (عقائد الاسلام:۲۸)

امام احمد رضا خان بریلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہم توکلام باری عَزَّ وَ جَلَّ میں لفظی ونفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ متأخرین متکلمین کی غلطی ہے۔(ملفوظات ۳۳:۴)

(2)چونکہ آخری تین صفتوں میں اختلاف زیادہ تھا اس لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے صفت کلام،صفت تکوین اورصفت ارادہ ومشیت کومکرر ذکر کیا ہے۔خیال رہے کہ اشعریہ کے نزدیک صفات حقیقیہ سات ہیں اور ماتریدیہ کے نزدیک آٹھ ہیں اورآٹھویں صفت تکوین ہے۔اور یہ بھی حق تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے، نہ کہ ایک امر اضافی اوراختیاری ہے جیسا کہ اشعریہ کہتے ہیں بعض نسخوں میں بکلام واخہیں ہے۔

وَرُؤْیَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی جَائِزَۃٌ فِی الْعَقْلِ۔ وَ وَاجِبَۃٌ بِالنَّقْلِ۔ قَدْ وَرَدَ الدَّلِیْلُ

السَّمْعِیُّ بِاِیْجَابِ رُؤْیَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ دَارِ الْاٰخِرَۃِ فَیُرٰی

رُوْفُ

مَکَانٍ وَ لَاعَلٰی جِھَۃٍ مِّنْ غَیْرِ مُقَابَلَۃٍ اَوِاتِّصَالِ شُعَاعٍ اَوْثُبُوْتِ مَسَ

بَیْنَ الرَّائِیِّ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔وَاللّٰہُ تَعَالٰی خَالِقٌ لِاَفْعَالِ الْعِبَادِ مِنَ

الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ وَالطَّاعَۃِ وَالْعِصْیَانِ وَ ھِیَ کُلُّھَا بِاِرَادَتِہٖ وَمَشِیَّ

وَحُکْمِہٖ وَقَضِیَّتِہٖ وَتَقْدِیْرِہٖ۔وَ لِلْعِبَادِ اَفْعَالٌ اِخْتِیَارِیَّۃٌ یُثَابُوْنَ بِھَا

وَیُعَاقَبُوْنَ عَلَیْھَا۔وَالْحَسَنُ مِنْھَا بِرَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْقَبِیْحُ مِنْھَا لَیْسَ

بِرَضَائِہٖ۔وَالْاِسْتِطَاعَۃُ مَعَ الفِعْلِ وَ ھِیَ حَقِیقَۃُ الْقُدْرَۃِ الَّتِیْ یَکُوْنُ

بِھَاالْفِعْلُ وَ یَقَعُ ھٰذَا الْاِسْمُ عَلٰی سَلَامَۃِ الْاَسْبَابِ وَالْاٰلَاتِ

وَالْجَوَارِحِ۔ وَصِحَّۃُ التَّکَالِیْفِ تَعْتَمِدُ عَلٰی ھٰذِہِ الْاِسْتِطَاعَۃِ۔

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز وممکن ہے اور نقلاً واجب وثابت ہے۔اور بلا شبہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کو ایمانداروں کا دیکھنا ثابت ہونے کے متعلق دلیل سمعی وارد ہے۔تو اللہ تعالیٰ دکھائی دے گا آخرت کے گھر میں ،دراں حالیکہ نہ وہ مکاں ہونے کے ساتھ متصف ہے اور نہ سامنے کی جہت میں ہونے کے ساتھ یا شعاع کے اتصال کے ساتھ متصف ہے نہ رائی (دیکھنے والے) اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مسافت کا ثبوت ہے (1) اور اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کفر، ایمان، اطاعت اور معصیت کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور بندوں کے کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے سبب موجود ہیں اور اس کے حکم، اس کی قضا اور اس کی تقدیر سے ہوتے ہیں ۔اور بندوں کے کچھ اختیاری افعال ہیں (اگر

اچھے کام کریں گے) ان پر ثواب دیا جائے گا، اگر وہ برے کام کریں گے ان پر انہیں سزا دی جائے گی۔ اور بندوں کے اچھے افعال اللہ تعالیٰ کی رضا سے صادر ہیں اور برے اعمال اللہ کی رضا سے نہیں ہیں ۔ اور استطاعت فعل کے ساتھ ہے۔ اور وہ حقیقت، قدرت ہے جس کے ذریعہ فعل کا وجود ہوتا ہے اور یہ لفظ استطاعت بولا جاتا ہے اسباب اور آلات اور اعضاء ظاہری کی سلامتی پر بھی اور تکلیف کا صحیح ہونا اسی استطاعت پر موقوف ہے۔ (2)

(1) یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا جائے گا نہ کسی مکان میں اور نہ کسی جہت پر سامنے سے نہ شعاع کے ملنے سے اور نہ ثبوت دوری سے کہ اللہ تعالیٰ اور دیکھنے والے کے درمیان زیادہ نزدیکی نہ

ہو۔ ان شرائط اربعہ کا باری تعالیٰ میں پایا جانا محال ہے، کیونکہ یہ شرطیں جسم سے خاص ہیں اور اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک ہیں۔ غیر محسوس اور غیر حاضر کے دیکھنے کو جو ہماری نظروں سے غائب ہے اس چیز کے دیکھنے پر قیاس کرنا لغو ہے جو ہمارے ہاں حاضر ہے۔ لہذا حق تعالیٰ کا دیدار ان شرطوں کے بغیر ہوگا۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی اور دوسرا بندہ مؤمن جو اس کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی فرماتے ہیں:

فَيُرَى لَا فِيْ مَكَانٍ وَلَا فِيْ جِهَةٍ وَلَا اتِّصَالِ شُعَاعٍ وَّلَا ثُبُوْتِ مَسَافَةٍ بَيْنَ الرَّا
تَعَالٰى وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَمَارَاتِ (العقائد :ص ۱۶)

(2) استطاعت کے دو معنی ہیں ایک قدرت وطاقت کا فعل کے ساتھ ملا ہوا ہونا، دوسرا معنی اسباب کی سلامتی جو فعل سے قبل ہو۔ اور یہاں استطاعت سے مراد اسباب وآلات کی سلامتی ہے نہ کہ استطاعت بالمعنی اول پر۔ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس میں قدرت پیدا فرماتا ہے اور یہ فعل سے قبل ہے۔

وَلَا يُكَلَّفُ العَبْدُ بِمَا لَيْس فِيْ وُسْعِہٖ۔ وَمَا يُوْجَدُ مِنَ الْاَلَمِ فِی الْمَضْرُ
عَقِيْبَ ضَرْبِ اِنْسَانٍ وَمِنَ الْاِنْكِسَارِفِی الزُّجَاجِ عَقِيْبَ كَسْرِ اِنْسَانٍ
وَمَا اَشبَهَہٗ كُلُّ ذٰلِکَ مَخْلُوْقُ اللّٰهِ تَعَالٰی لَاصُنْعَ لِلْعَبْدِ فِیْ تَخْلِيْ
وَالْمَقتُوْلُ مَيِّتٌ بِاَجَلِہٖ ۔وَالْمَوْتُ قَائِمٌ بِالْمَيِّتِ مَخْلُوْقُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔
وَالْاَجَلُ وَاحِدٌ۔ وَالْحَرَامُ رِزْقٌ وَكُلٌّ يَسْتَوْفِیْ رِزْق نَفْسِہٖ حَلاَلًا كَ
اَوْحَرَامًا وَلَا يُتَصَوَّرُ اَنْ لاَّ يَأْكُلَ رِزْقَہٗ اَوْ يَأْكُل غَيْرُہٗ رِزْقَہٗ‘۔وَاللّٰهُ
يُضِلُّ مَنْ يَّشَآئُ وَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآئُ۔وَمَا هُوَاَصْلَحُ لِلْعَبْدِ فَلَيْسَ ذٰلِ
بِوَاجِبٍ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

ترجمہ:اور بندہ ایسے فعل کا مکلف نہیں بنایا جاتا جو اس کے بس میں نہ ہو۔(1) اور جو الم (درد) شخص مضروب میں کسی انسان کے مارنے کے نتیجہ میں ہواور شکستگی شیشے میں کسی انسان کے اس کو توڑنے کے نتیجہ میں پائی جاتی ہے اور جو چیزیں اس کے مشابہ ہیں (جیسے موت کا کسی کے قتل کرنے کی وجہ سے واقع ہونا) یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں۔کسی کی تخلیق میں بندہ کو کوئی دخل نہیں۔(2)اور مقتول کی موت اپنی موت کے مقرر وقت پر ہوتی ہے۔(3)اور موت میت کے ساتھ قائم ہے۔(4)اللہ کی مخلوق ہے بندہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اور موت ایک ہی ہے۔(5) اور حرام رزق ہے اور ہر شخص اپنا رزق پورا پورا لے کر رہے گا حلال ہو یا حرام۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنا رزق نہ کھائے یا اس کے رزق کو کوئی دوسرا کھائے۔اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔اور جو بندے کے حق میں زیادہ بہتر اور انفع ہو وہ اللہ تعالیٰ پر (اس بندے کو دینا) واجب نہیں۔

ئِیِّ وَ بَيْنَہٗ

(1) یعنی بندہ کو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہیں دی جاتی جو اس کے بس میں نہ ہو۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
{لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا..} (البقرۃ:286)
اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر جو اس کی طاقت کے موافق ہو۔
(2) اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے کسی فعل اختیاری کا اپنے فاعل کے لئے کوئی دوسرا فعل پیدا کرنا تولید کہلاتا ہے اور جو افعال بندہ سے براہ راست بلکہ بندہ کا کسی فعل اختیاری کا اثر و نتیجہ ہوتے ہیں وہ سب اللہ کی مخلوق ہیں ۔ بندہ کو اس کے پیدا کرنے میں کوئی اختیار نہیں جیسا کہ ترجمہ میں وضاحت کر دی گئی ہے۔
(3) ایسا نہیں جیسا معتزلہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل (مدت) کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اہل سنت و جماعت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق بندوں کے اجل کا فیصلہ کر دیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ سورہ (الاعراف ۷:۳۴) میں ہے:
{وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآئَ اَجَلُھُمْ لَا یَستَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ}
ہر قوم کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے پھر جب آ پہنچا ان کا وعدہ تو نہ دیر کریں گے ایک گھڑی اور نہ جلدی۔
(4) یعنی موت کا میت کے ساتھ قائم ہونا اس کی وجودی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ امر وجودی کسی محل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور موت کی وجودی ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
{...خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ...} (الملک 67:2)
ترجمہ اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا کیا ہے۔
(5) موت ایک ہی ہے دو موتیں نہیں ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور بعض معتزلہ کہتے ہیں۔ اسی لیے مصنف نے ان کا رد کرتے ہوئے وَالْاَجَلُ وَاحِدٌ فرمایا۔
{ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَاالْمَوْتَ اِلاَّ الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی} (الدخان 44:56)
ترجمہ جنت میں وہ موت کا مزا نہ چکھیں گے (اس) پہلی موت کے سوا۔

وَعَذَابُ القَبْرِ لِلْکَافِرِیْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاۃِ الْمُؤْمِنِینَ وَ تَنْعِیْمُ اَھْلِ الطَّاعَۃِ فِی القَبْرِ بِمَا یَعْلَمُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُرِیْدُہٗ وَسُؤَالُ مُنْکَرٍ وَّنَ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِیَّۃِ وَالبَعْثُ حَقٌّ۔وَالوَزْنُ حَقٌّ وَالْکِتَابُ حَقٌّ وَالسُّؤَالُ حَقٌّ۔وَ الْحَوْضُ حَقٌّ۔وَالصِّرَاطُ حَقٌّ۔ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ۔ وَالنَّ حَقٌّ۔ وَ ھُمَا مَخْلُوْقَتَانِ مَوْجُوْدَتَانِ بَاقِیَّتَانِ لَا تَفنِیَانِ وَلَا یَفْنٰی اَھْلُھُمَا۔وَالْکَبِیْرَۃُ لَا تُخْرِجُ العَبْدَ الْمُؤمِنَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَلَا تُدْخِلُہٗ فِی الْکُفْرِ۔وَاللّٰہُ تَعَالٰی لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ مِنَ الصَّغَائِرِ وَالْکَبَائِرِ ۔وَ یَجُوْزُ الْعِقَابُ عَلَی الصَّغِیْرَۃِ وَالعَفْوُ الْکَبِیْرَۃِ اِذْا لَمْ تَکُنْ عَنِ اسْتِحْلَالِ وَالْاِسْتِحْلَالُ کُفْرٌ وَالشَّفَاعَۃُ ثَابِتَۃٌ لِلرُّسُلِ(۲) وَالْاَخْیَارِ فِیْ حَقِّ اَھْلِ الکَبَائِرِ۔

ترجمہ:اورکافروں اور بعض گنہگار ایمانداروں کو قبر میں عذاب ہونا اور اہل طاعت کو وہ نعمتیں دیا جانا جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ دینا چاہے گا، اور منکر ونکیر کا سوال کرنا دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔ اور قبروں سے زندہ اٹھانا حق وثابت ہے۔ اور وزن اعمال حق ہے۔ اور نامہ اعمال حق ہے۔ سوال حق ہے۔ حوض برحق ہے۔ پل صراط برحق ہے۔ جنت حق ہے۔ اور دوزخ حق ہے۔ اور وہ دونوں اس وقت پیدا کی جاچکی ہیں، دونوں موجود ہیں اور دونوں باقی رہیں گی، نہ وہ فنا ہوں گی اور نہ ان میں رہنے والے فنا ہوں گے اور کبیرہ گناہ بندہ مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا (تصدیق کے باقی رہنے کی وجہ سے) اور نہ کبیرہ گناہ بندہ مومن کو کفر میں داخل کرتا ہے۔ (شرک وکفر کے سوا

کسی بھی گناہ کبیرہ سے کافرنہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا شرک (1) کے علاوہ گناہ معاف کردے گا خواہ صغائر ہوں خواہ کبائر۔ اور صغیرہ گناہ پر سزا کا ہونا ممکن وجائز ہے اور کبیرہ گناہ سے درگزر کرنا بھی جائز وممکن ہے۔ اس وقت جبکہ وہ ان کو حلال نہ سمجھے اور گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اور اہل کبائر کے لئے رسولوں اور نیک بندوں کی شفاعت (حدیث مشہورہ) سے ثابت ہے۔

(1) شرک کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ سعدالدین تفتازانی فرماتے ہیں:

اَلْاِشْرَاکُ ھُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِیْکِ فِی الْاُلُوْھِیَّۃِ بِمَعْنٰی وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ کَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَۃِ کَمَا لِعَبْدَۃِ اْلاَصْنَامِ ۔شرح عقائد النسفی :۷۷

شرک کا معنی الوہیت میں واجب الوجود ہونے کے معنی میں شریک (برابر) ماننا جیسا کہ فرقۂ مجوس کا شرک ہے یا مستحق عبادت ہونے کے معنی میں شریک ماننا جیسا کہ بت پرستوں کا شرک ہے۔

(2) بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی ہے، بِالْمُسْتَفِیْضِ الْاَ خْبَا(نبراس ۳۷۳)

بہر حال شفاعت حق ہے کہ قیامت کے دن فرشتے، نیک بندے اور شہید شفاعت کریں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ، اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ ۔

سنن ابن ماجہ کتاب الزہد :۴۳۱۳

ترجمہ: قیامت کے دن تین جماتیں شفاعت کریں گی۔ انبیاء کرام، پھر علماء پھر شہداء۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّیَامُ وَ الْقُرْاٰنَ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ۔۔۔

مشکوۃ کتاب الصوم ، الفصل الثالث ۱۹۶۳

ترجمہ: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔

وَاَهْلُ الْكَبَائِرِمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَخْلُدُوْنَ فِى النَّارِوَاِنْ مَّاتُوْا مِنْ غَيْ
تَوْبَةٍ۔وَالْاِيْمَانُ هُوَ التَّصْدِيقُ بِمَاجَآئَ بِهٖ ﷺ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ
وَالْاِقْرَارُبِهٖ۔فَاَمَّاالْاَعْمَالُ فَهِىَ تَتَزَايَدُ فِىْ نَفْسِهَا وَالْاِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَ
لَا يَنْقُصُ۔وَالْاِيْمَانُ وَالْاِسْلَامُ وَاحِدٌ وَاِذَا وُجِدَ مِنَ الْعَبْدِ التَّصْدِيقُ
وَالْاِقْرَارُ صَحَّ لَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا وَلَا يَنْبَغِىْ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا
اِنْ شَآئَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالسَّعِيْدُ قَدْ يَشْقٰى وَالشَّقِىُّ قَدْ يَسْعَدُ وَالتَّغَيُّرُ يَكُ
عَلَى السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ دُوْنَ الْاِسْعَادِ وَالْاِشْقَاءِ وَهُمَا مِنْ صِفَاتِ ا
تَعَالٰى فَلَا تَغَيُّرَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا عَلٰى صِفَاتِهٖ۔

ترجمہ:اور کبیرہ گناہ کرنے والے ایماندار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔(اگرچہ وہ توبہ کئے بغیر مرجائیں)اور ایمان تصدیق (دل سے ماننے) کا نام ہے۔ان باتوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہیں اور زبان سے ان کا اقرار کرنا ہے(1) تو اعمال جو ہیں ان میں کمی بیشی ہوتی ہے(2) اور ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔(3) اور ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں کیونکہ اسلام بمعنی احکام کا قبول کرنا اور ان کو مان لینا ہے۔اور یہی تصدیق ایمان کی حقیقت ہے اور جب بندہ سے تصدیق اور اقرار پایا جائے تو اس کے لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ میں یقینی طور پر ایماندار ہوں اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں اِنْ شَآئَ اللّٰہ مومن ہوں (4) اور نیک بخت کبھی بد بخت ہوجاتا ہے (مرتد ہونے کی وجہ سے) اور بد بخت نیک بخت ہوجاتا ہے (کفر کے بعد ایمان لانے سے) اور یہ تبدیلی سعادت اور شقاوت میں ہے نہ اسعاد اور اشقاء میں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی صفتیں ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں تغیر وتبدل ہوتا ہے اور نہ اس کی صفتوں میں۔

(1) ایک نسخہ میں بِمَا جَآءَ بِہِ الرَّسُوْلُ ﷺ مذکور ہے۔ (نبراس: ۳۹۱)

اور بعض نسخوں میں صرف بِمَاجَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ آیا ہے۔ جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کا ذکر قرآن میں یوں کیا گیا ہے:

{...وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج ...} (البقرہ ۲:۱۷۷)

اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حقیقت ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے حقیقت ایمان اور ایمانیات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (مشکوۃ کتاب الایمان:۱)

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔

امام ابوجعفر احمد طحاوی فرماتے ہیں:

وَالْاِیْمَانُ ھُوَالْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ وَحُلْوِّہٖ وَمُرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (عقیدۃ الطحاویہ)

(2) ایمان وعمل دو الگ چیزیں ہیں اس لئے اعمال میں کمی بیشی ہوتی ہے مگر ایمان میں زیادتی اور کمی

نہیں ہوتی۔ کیونکہ اعمال ایمان میں داخل نہیں:

{ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ}

اس آیت شریفہ میں اعمال کا عطف اعمال پر ہوا ہے اور یہ یقینی عمل ہے کہ مَعْطُوْف مَعْطُوْف عَلَیْہ میں داخل نہیں ہوتا۔

(3) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے حق میں فرماتا ہے:

{اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا} (الانفال ۸:۴)

نیز فرمایا:

{... اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ} (المجادلہ ۵۸:۲۲)

(4) سعادت اور شقاوت بندے کے حالات ہیں جن میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اسعاد و اشقاء اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

وَ فِیْ اِرْسَالِ الرُّسُلِ حِکْمَۃٌ۔وَقَدْ اَرْسَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی رُسُلًا مِّنَ الْبَشَرِ
الْبَشَرِمُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَمُبَیِّنِیْنَ لِلنَّاسِ مَا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْہِ مِنْ
اُمُوْرِالدُّنْیَا وَالدِّیْنِ۔وَاَیَّدَھُمْ بِالْمُعْجِزَاتِ النَاقِضَاتِ لِلْعَادَاتِ
وَاَوَّلُ الْاَنْبِیَآئِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ آدَمُ علیہ السلام وَ آخِرُھُمْ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ
قَدْ رُوِیَ بَیَانُ عَدَدِھِمْ فِیْ بَعْضِ الْاَحَادِیْثِ وَالْاَوْلٰی اَنْ لَّا یَقْتَصِرَ
عَدَدٍ فِی التَّسْمِیَۃِ۔فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی {...مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ
مِنْھُم مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ} وَلَا یُؤْمَنُ فِیْ ذِکْرِ الْعَدَدِ اَنْ یَّدْخُ
فِیْھِمْ مَّنْ لَیْسَ مِنْھُمْ اَوْ یَخْرُجَ مِنْھُمْ مَنْ ھُوَ فِیْھِمْ وَکُلُّھُمْ کَانُوْا
مُخْبِرِیْنَ مُبَلِّغِیْنَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی صَادِقِیْنَ نَاصِحِیْنَ لِلْخَلْقِ وَاَفْ
الْاَنبِیَاءِ مُحَمَّدٌ ﷺ.

ترجمہ:اور رسولوں کے بھیجنے میں حکمت اور مصلحت ہے(1) اور بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے رسول ان کی طرف بھیجے ہیں۔ ایمان واطاعت والوں کو جنت اور ثواب کی بشارت سنانے کے لئے اور کفر ومعصیت والوں کو جہنم اور عذاب سے ڈرانے کے لئے۔ اور لوگوں سے وہ بیان کرنے والے تھے دین ودنیا کی ایسی باتیں جن کی ضرورت تھی اور خارق عادات معجزات سے ان انبیاء کی تائید فرمائی۔ اور سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور بعض احادیث میں انبیاء کی

تعداد مروی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیان میں کسی عدد پر اکتفا نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ بعض انبیاء کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور بعض کو ہم نے نہیں بیان کیا۔ اور عدد ذکر کرنے میں امن نہیں ہوسکتا۔ ان میں وہ داخل ہو جائے گا جو انبیاء میں سے نہیں ہے۔ اور اگر واقعی تعداد زائد کی گئی وہ خارج ہو جائے گا جو انبیاء میں سے ہو۔ اور سارے انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے پیغام پہنچانے والے سچے تھے۔ مخلوق کے خیر خواہ تھے اور تمام انبیاء سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ (بنی اسرائیل 15:17)

(2) تکمیل الایمان میں اس کے بعد یہ عبارت بھی ہے: مَعْصُوْمِيْنَ غَيْرُ مَعْزُوْلِيْن سے پاک تھے اور اپنے منصب نبوت میں کبھی معزول نہیں ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جن کو مرتبۂ نبوت ورسالت عطا فرماتا ہے وہ ان سے واپس نہیں لیتا۔

(3) وَلَا يُؤْمَنُ، امن نیست در ذکر عدد معین۔ کہ نبیوں کی تعداد مقرر کرنے میں امن نہیں ہے بلکہ خوف اور ڈر ہے کہ غیر نبی کو نبی شمار کر لیا جائے یا نبی کو غیر نبی مان لیا جائے کیونکہ نبیوں ورسولوں کی تعداد معین نہیں ہے۔

وَلَا يُعْرَفُ يَقِيْنًا عَدَدُهُمْ (حدیقہ ندیہ)

ترجمہ کہ یقینی طور پر نبیوں کی تعداد بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس لئے سب پر ایمان لانا ضروری ہے بغیر تعداد مقرر کئے۔

يُؤْمَنُ فِعْلٌ مَجْهُوْلٌ مِنَ الْاِيْمَانِ (نبراس: ۴۴۸)

قرآن مجید میں صرف پچیس نبیوں اور رسولوں کا ذکر آیا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت

ہارون، حضرت الیاس، حضرت زکریا، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت الیسع، حضرت یونس، حضرت ذوالکفل، حضرت یحی، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ عَلَیْہِمُ السَّلَام ۔(الاتقان ، امام جلال الدین سیوطی ج ۲

وَالْمَلٰئِکَۃُ عِبَادُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْعَامِلُوْنَ بِاَمْرِہٖ وَلَا یُوْصَفُوْنَ بِذُکُوْرَۃٍ وَ اُنُوْثَۃٍ۔وَلِلّٰہِ تَعَالٰی کُتُبٌ اَنْزَلَھَا عَلٰی اَنبِیَائِہٖ وَبَیَّنَ فِیْھَا اَمْرَہٗ وَنَھْیَہٗ وَعْدَہٗ وَ وَعِیْدَہٗ وَالْمِعْرَاجُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْیَقْظَۃِ بِشَخْصِہٖ اِلَی السَّمَآئِ ثُمَّ اِلٰی مَاشَآئَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْعُلٰی حَقٌّ وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَائِ حَقٌّ فَتَظْھَرُ الْکَرَامَۃُ عَلٰی طَرِیْقِ نَقْضِ الْعَادَۃِ لِلْوَلِیِّ مِنْ قَطْعِ الْمَسَافَۃِ الْبَعِیْدَۃِ فِی الْمُدَّۃِ الْقَلِیْلَۃِ وَظُھُوْرِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاللِّبَاسِ عِنْدَ الْحَاجَۃِ وَالْمَشْیِ عَلَی الْمَائِ وَالطَّیْرَانِ فِی الْھَوَائِ وَکَلَامِ الْجَمَادِ (وَانْدِفَاعِ الْمُتَوَجِّہِ مِنَ الْبَلَائِ وَکِفَایَۃِ الْمُھِمِّ عَنِ الْاَعْدَائِ) اَوْغَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَشْیَائِ وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ مُعْجِزَۃً لِلرَّسُوْلِ الَّذِی ظَھَرَتْ الْکَرَامَۃُ لِوَاحِدٍ مِّنْ اُمَّتِہٖ لِاَنَّہٗ یَظْھَرُ بِھَا اَنَّہٗ وَلِیٌّ وَ لَنْ یَّکُوْنَ وَلِیًّا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مُحِقًّا فِیْ دِیَانَتِہٖ، وَدِیَانَتُہٗ الْاِقْرَارُ بِرِسَالَۃِ رَسُوْلِہٖ۔

ترجمہ: اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں اور وہ مرد یا عورت ہونے کے ساتھ متصف نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کچھ کتابیں ہیں جو اس نے اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں اور ان میں اپنے امر و نہی اور وعدہ و وعید کو بیان فرمایا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حالت بیداری میں اپنے جسم پاک سمیت آسمان تک، پھر ان بلند

مقامات تک لے گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ معراج کا ہونا حق وثابت ہے۔ اور اولیاء کی کرامات حق ہیں (1) تو ولی کے لئے خلاف عادت طریقہ پر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً قلیل مدت میں بعید مسافت طے کر لینا، اور ضرورت کے وقت کھانے اور پینے کی چیزوں کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، فضا میں اڑنا، جمادات کا اور جانوروں کا کلام کرنا (پیش آنے والی مصیبت کا دور ہو جانا اور دشمنوں کی طرف سے نقصان پہنچ جانا) (2)

اور اس کے علاوہ اور چیزیں، اس ولی سے جوامت کے افراد میں سے ہے خوارق عادات کا ظہور اس رسول کا معجزہ ہوگا جس کی امت کے ایک فرد کے لئے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے اس لئے کہ اس کرامت سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ شخص ولی ہے۔ اور کوئی شخص ولی نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ وہ اپنی دیانت میں حق پر ہو اور اس کی دیانتداری زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرنا ہے۔ (اس کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرنے کے ساتھ)

(1) کرامات اولیاء کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مریم عَلَيْهَا السَّلَام کی کرامت کا ذکر سورہ آل عمران میں یوں کیا گیا ہے،

{ ...كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لا وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا

القرآن الحکیم 37:3 اٰل عمران

ترجمہ: جب زکریا علیہ السلام اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس رزق پاتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر بھی قرآن میں ہے کہ انہوں نے تخت بلقیس کو ایک پل میں لا کر پیش کر دیا۔ اسی طرح اصحاب کہف کی کرامت بیان کی گئی ہے۔

(2) بعض نسخوں میں عَلَى الْمَاءِ وَالْهَوَاءِ ہے اور وَالطَّيَرَان کے الفاظ نہیں ہیں۔

(3) قوسین والی عبارت عقائد نسفی کے بعض نسخوں میں نہیں ہے۔

وَ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ(١) رضی اللہ عنہ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رضی اللہ عنہ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ رضی اللہ عنہ ثُمَّ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وَخِلَافَتُهُمْ ثَابِتَةٌ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ۔ وَالْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ بَعْدَهَا مُلْكٌ وَاِمَارَةٌ۔وَالْمُسْلِمُوْنَ لَابُدَّلَهُمْ مِنْ اِمَامٍ يَقُوْمُ بِتَنْفِيْذِ اَحْكَامِهِمْ، وَ اِقَامَةِ حُدُوْدِهِمْ،وَ سَدِّ ثُغُوْرِهِمْ ،وَتَجْهِيْزِ جُيُوْشِهِمْ، وَاَخْذِ صَدَقَاتِهِمْ ،وَقَهْرِ الْمُتَغَلِّبَةِ وَالْمُتَلَصِّصَةِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ ،وَاِقَامَةِ الْجُمَعِ وَالْاَعْيَادِ ،وَقَطْعِ الْمُنَازَعَاتِ الْوَاقِعَةِ بَيْنَ الْعِبَادِ ،وَقُبُوْلِ الشَّهَادَةِ الْقَائِمَةِ عَلَى الْحُقُوْقِ، وَتَزْوِيْجِ الصِّغَارِ الَّذِيْنَ لَا اَوْلِيَاءَ وَقِسْمَةِ الْغَنَائِمِ ۔

ترجمہ:اور ہمارے نبی کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق (1) پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں اوران کی خلافت (اقامت دین کے سلسلہ میں) اسی ترتیب پر ہے۔اورخلافت تیس سال تک رہی ہے۔اس کے بعد سلطنت اور امارت ہے۔ (2) اور مسلمانوں کے لئے کوئی امام ہونا ضروری ہے جو ان پر احکام شریعت نافذ کرے، ان پر حدود قائم کرے، ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے، ان کا لشکر تیار کرے، ان سے صدقات وصول کرے، ظالموں اور غاصبوں اور چوروں اور

ڈاکوؤں کو مغلوب کرے، جمعہ وعیدین کی نمازوں کا انتظام کرے، لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جھگڑوں کا خاتمہ کرے، حقوق پر قائم کی جانے والی شہادتیں قبول کرے، ان نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرے جن کا کوئی ولی نہیں، اموال غنیمت تقسیم کرے اور ان کے علاوہ سارے کام انجام دے۔

(1) لندن کے مطبوعہ نسخہ میں بَعْدَ نَبِيِّنَا کی بجائے بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ ہے۔
یعنی تمام نبیوں کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، اور یہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے

(2) عَنْ سَفِيْنَةَ مَرْفُوْعًا اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ عَامًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمُلْكُ وَ فِيْ رِ
اَلْخِلَافَةُ بَعْدِى ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا عَضُوْضًا۔
النبراس : ۵۰۴

قریش ہونا اس لئے شرط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْآئِمَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ کہ امام قریشی ہونا چاہئے۔ اور یہ حدیث اگرچہ خبر احاد ہے لیکن جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے مقابلہ میں حجت بنا کر روایت کی اور اس کے بعد پھر کسی نے ان کا انکار نہ کیا تو گویا مَجْمَعٌ عَلَيْہِ مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ ہوگئی۔

لیکن خوارج اور بعض معتزلہ کے نزدیک امام کا قریشی ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ جو مسلمان اس کی قابلیت رکھتا ہو وہ امام ہوسکتا ہے۔ اور امام کا قریشی ہونا شاید حضرت نے اس لئے مقرر کیا ہو کہ امام

بنانے سے غرض انتظام ہے اور لوگوں کی عادت یوں ہے کہ وہ سردار کے بعد اس کے ہم قوم کو مانتے ہیں غیر کا انکار کر بیٹھتے ہیں، اور سردار سب کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (عقائد اسلام)

صاحب نبراس نے کہا ہے کہ اس حدیث کو خبر واحد کہنا قلت تتبع احادیث کی وجہ سے ہے جیسا کہ متکلمین کی عادت ہے۔ بلکہ یہ حدیث متواتر ہے اور چالیس صحابہ سے مروی ہے۔ (النبراس: ۵۲۵)
اور حدیث سے مراد اَلْاَئِمَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ ہے

(3) اَلْمُتَغَلِّبَةِ اَىِ الْغَالِبِيْنَ بِلَاحَقٍّ مِنَ الظَّلَمَةِ وَالْغَاصِبِيْنَ۔ وَالْمُتَلَصِّصَةِ اَىِ السَّارِقِيْنَ

الْمُبَالِغِيْنَ فِی السَّرِقَۃِ۔ (النبراس: ۵۱۳)

اَلصِّغَارُ جَمْعُ صَغِيْرٍ كَالْكِرَامِ جَمْعُ كَرِيْمٍ وَالصَّغَائِرُ جَمْعُ صَغِيْرَةٍ كَالْغَنَائِمِ جَمْعُ

حاشیہ نبراس: ۵۱۳

ثُمَّ يَنْبَغِی اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ ظَاهِرًا لَامَخْفِيًّا وَلَا مُنْتَظَرًا خُرُوْجَهٗ

يَكُوْنُ مِنْ قُرَيْشٍ وَلَا يَجُوْزُ مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يَخْتَصُّ بِبَنِیْ هَاشِمٍ وَ

عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ وَ لَا يَشْتَرِطُ فِی الْاِمَامِ اَن يَّكُوْنَ مَعْصُوْمًا ،وَلَا اَنْ يَّ

اَفْضَلَ مِنْ اَهْلِ زَمَانِہٖ ،وَ يَشْتَرِطُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْوِلَايَۃِ الْمُطْ

الْكَامِلَۃِ ،سَائِسًا قَادِرًا عَلٰی تَنْفِيْذِ الْاَحْكَامِ وَحِفْظِ حُدُوْدِ دَارِ

الْاِسْلَامِ ، وَ اِنْصَافِ الْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ ،وَ لَا يَنْعَزِلُ الْاِمَامُ

بِالْفِسْقِ وَالْجَوْرِ۔

ترجمہ:پھر امام (1) کو ظاہر ہونا چاہئے (تا آنکہ لوگ)اس کی طرف رجوع کر سکیں اور روپوش نہ ہو ،اور نہ اس کے ظہور کا انتظار کیا جانے والا ہو،اور امام قریش سے ہونا چاہیے(2) غیر قریش سے جائز نہیں ہے۔(3)اور بنی ہاشم اور اولا دعلی کے ساتھ مخصوص نہیں،اور امامت میں اس کا معصوم ہونا شرط نہیں ہے۔ اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ امام اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہو۔ اور امام کے لیے یہ شرط ہے کہ ولا یت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو(یعنی مسلمان ،مرد ،آزاد ، عاقل اور بالغ ہو)مسلمانوں کے کام انجام دینے پر قابو کرنے والا ہو،احکام نافذ کرنے اور دار السلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنے، اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلانے پر قادر ہو۔ امام کو فسق اور ظلم کی وجہ سے معزول نہیں کیا جائے گا۔(4)

(1) امام کی تعریف : امام کے لئے سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا یا ہاشمی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہیں۔ اپنے اہل زمانہ سے اچھا ہونا اس لئے شرط نہیں کہ اول تو کسی کا سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی ہو، ملنا مشکل بلکہ محال ہے۔ دوسرے امامت ایک مسلمان کی خدمت ہے۔ بسا اوقات کم رتبہ کا آدمی اعلیٰ رتبہ کے آدمی سے اس خدمت کو اچھی طرح ادا کرسکتا ہے۔ ہاشمی یا علوی اس لئے شرط نہیں کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم قطعی امام تھے حالانکہ یہ نہ ہاشمی تھے نہ علوی بلکہ قریش تھے۔ ہاں اگر ہاشمی یا اولاد فاطمہ کو امام بنایا جائے تو اَولیٰ ہے۔ معصوم ہونا اس لئے شرط نہیں کہ شرط ہونے کے لئے کوئی دلیل قطعی چاہیئے اور اس کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ (عقائد السلام)

(2) وَ اَنَّ الصَّحِيْحَ فِي النِّسْبَةِ قَرَشِيٌّ (نبراس ۵۲۵)

فِيْ غِيَاثِ اللُّغَاتِ قُرَيْشٌ بضم قاف وفتح راء مہملہ وکسرہ شین معجمہ منسوب بطرف قریش کہ نام قبیلہ ست معروف و پدر آن قبیلہ نضر بن کنانہ است از اجداد پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقریش دراصل تصغیر قرش ست۔ (حاشیہ نبراس ۵۲۵)

(3) امام کا قریشی ہونا اس لئے ضروری ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْشِ امام قریش سے ہوں۔

(4) فسق و فجور سے امام کو معزول نہ کرنا چاہیے اگر امام سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ یا کسی پر وہ ظلم کر بیٹھے۔ اس سبب سے مسلمانوں کو نہ چاہیئے کہ اس امام کو برطرف کردیں۔ ہاں اس کو حتی المقدور اس سے باز رکھیں، کیونکہ برطرف کرنے میں فتنہ عظیم ہے۔ اس لئے کہ وہ صاحب شوکت ہے۔ اس کی برطرفی میں بھی ایک جم غفیر ہوگا، مسلمانوں میں قتال وجدال واقع ہوگا۔ دوسرے جب امام کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں تو گناہ کے سبب سے اس کا معزول کرنا محض بیجا ہے۔ اسی سبب سے سلف خلفاء راشدین کے بعد آئمہ کرام، فاسقین اور جابرین کی بھی اطاعت کرتے رہے اور ان کے ساتھ جمعہ اور اعیاد پڑھتے رہے اور ان پر چڑھائی کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ لیکن امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہ کے نزدیک فسق و فجور سے امام کو معزول کردینا چاہیے اور اسی طرح ہر قاضی اور امیر کو برطرف کر دینا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ فاسق اہل ولایت نہیں پس جبکہ اس نے اپنے نفس کی

رعایت نہ کی تو اوروں کے حقوق کیا بجالائے گا اور امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہ کے نزدیک فسق سے ولایت باقی رہتی ہے۔(عقائد الاسلام) وَخُرُوْجُہٗ مَفْعُوْلٌ لَمْ یُذْکَرْ فَاعِلُہٗ (نبراس ۵۱۵)

یعنی خُرُوْجُہٗ نائب فاعل ہے۔

وَتَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ بَرٍّوَّ فَاجِرٍ۔وَ یُصَلّٰی عَلٰی کُلِّ بَرٍّ وَّ فَ
یُکَفُّ(١) عَنْ ذِکْرِ الْصَّحَابَۃِ اِلاَّ بِخَیْرٍ وَنَشْھَدُ بِالْجَنَّۃِ لِلْعَشْرَ
الْمُبَشَّرَۃِالَّذِیْنَ بَشَّرَھُمُ النَّبِیُّ ﷺ بِالْجَنَّۃِ۔ وَنَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فِی
الْسَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَلَا نُحَرِّمُ نَبِیْذَ التَّمَرِ۔وَلَا یَبْلُغُ وَلِیٌّ دَرَجَۃَ الْاَنْبِیَائِ
یَصِلُ العَبْدُ اِلٰی حَیْثُ یَسْقُطُ عَنْہُ الْاَمْرُ وَالنَّھْیُ ،وَالنُّصُوْصُ تُحْ
عَلٰی ظَوَاھِرِھَا وَالْعُدُوْلُ عَنْھَا اِلٰی مَعَانٍ یَدَّعِیْھَا اَھْلُ الْبَاطِنِ اِلْ
وَکُفْرٌ ،وَ رَدُّ النُّصُوْصِ کُفْرٌ ،وَ اِسْتِحْلَالُ المَعْصِیَّۃِ کُفْرٌ۔وَالْاِسْتِھَا
بِھَا کُفْرٌ۔ وَالْاِسْتِھْزَائُ عَلَی الشَّرِیْعَۃِ کُفْرٌ وَالْیَأْسُ مِنَ اللّٰہِ کُفْرٌ وَالْاَ
مِنَ اللّٰہِ کُفْرٌ۔وَ تَصْدِیْقُ الْکَاھِنِ بِمَا یُخْبِرُہٗ عَنِ الْغَیْبِ کُفْرٌ، وَالْمَعْدُوْ
لَیْسَ بِشَیْ ئٍ وَ فِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَائِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِھِمْ عَنھُمْ نَفْعٌ لَّ

ترجمہ:اور ہر نیک وبد کے پیچھے نماز جائز ہے اور ہر نیک وبد کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔اور خیر کے علاوہ کسی طریقہ پر صحابہ کے ذکر کو زبان سے روکا جائے گا۔اور ہم ان دس کے لئے جنت کی گواہی دیتے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی۔(2) اور ہم سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کو جائز سمجھتے ہیں۔اور ہم نبیذ کو حرام نہیں سمجھتے۔اور کوئی بھی ولی نبیوں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا(کیونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں) اور کتاب وسنت کے نصوص

(آیات واحادیث) اپنے ظاہری معانی پر محمول کی جائیں گی اوران ظاہری معانی کی طرف سے عدول کرنا(ہٹنا) جن کا اہل باطن دعوی کرتے ہیں ، بے دینی اور کفر ہے۔ نصوص کا رد کرنا بھی کفر ہے۔ گناہ کو حلال جاننا بھی کفر ہے، ہلکا سمجھنا کفر ہے۔شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا کفر ہے۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے اور ایسی بات میں کاہن کی تصدیق کرنا جس کی وہ غیب کے بارے میں خبر دے کفر ہے۔ اور معدوم کوئی چیز نہیں۔ اور مردوں کے واسطے زندوں کی دعائیں اور مردوں کی طرف سے زندوں کے صدقات وخیرات کرنے میں مردوں کو نفع ہوتا ہے۔

(1)ایک نسخہ میں نُکَفُّ مذکور ہے۔یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ان کی تعریفیں کی گئی ہیں، ان کے فضائل ومناقب بیان ہوئے ہیں اور انہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ان کی شان میں قرآن کریم میں آیا ہے:

{ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ }

القرآن الحکیم 8:98 البینہ

ترجمہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

(2)عشرہ مبشرہ سے مراد وہ دس صحابہ ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی مرتضی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔

راقم الحروف نے ان نفوس قدسیہ کے حالات اور مراتب صحابہ کرام کا ذکر شرح عقائد نسفی میں کر دیا ہے۔ یہاں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ایک نسخہ میں یَجُوْزُ الصَّلٰوۃ ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن

وَاللّٰہُ تَعَالٰی یُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَ یَقْضِی الْحَاجَاتِ۔ وَمَا اَخْبَرَ ﷺ بِہِ النَّبِیُّ
مِنْ اَشرَاطِ السَّاعَۃِ مِنْ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ وَدَابَّۃِ الْاَرْضِ وَ یَأْجُوْجَ
مَأْجُوْجَ وَ نُزُوْلِ عِیْسٰی علیہ السلام مِنَ السَّمَآئِ وَطُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِھَا
فَھُوَحَقٌّ۔وَالْمُجْتَھِدُ قَدْ یُخْطِیْ وَقَدْ یُصِیْبُ۔وَ رُسُلُ البَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ
رُسُلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ رُسُلُ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّۃِ الْبَشَرِ وَعَامَّۃُ
البَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّۃِ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

(تَمَّ بِتَوْفِیقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَوْنِہٖ)

ترجمہ:اوراللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے،اورحاجات (ضرورتیں) پوری فرماتا ہے(1) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی جو علامات بیان فرمائی ہیں برحق ہیں۔(مثلاً) دجال اور دابۃ الارض ، یاجوج اور ماجوج کا خروج ،حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا(2)اور(عقلیات وشرعیات اصلیہ وفرعیہ میں)اجتہاد کرنے والا کبھی خطا (غلطی) کرتا ہے اور کبھی صواب (درستگی) پر ہوتا ہے(3)اور انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں۔اور فرشتوں کے رسول عام انسانوں سے افضل ہیں۔اورعام انسان (مسلمان)عام فرشتوں سے افضل ہیں۔(4)

(۱)چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ} (غافر 60:40)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں (ضرور) قبول کروں گا۔

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

{وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ}

البقره ۲: ۱۸۶

ترجمہ: اور (اے حبیب) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو (آپ فرما دیں کہ) بیشک میں (ان کے) قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں۔

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

{ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ} (النمل 62:27)

ترجمہ: بلکہ (بتاؤ) کون قبول کرتا ہے بیقرار کی دعا جب وہ اسے پکارے اور (کون) تکلیف دور کرتا ہے۔

(2) علامات قیامت کی دو قسم ہے۔ علامات صغری، علامات کبری۔

علامات صغری سے مراد قیامت کی چھوٹی نشانیاں ہیں۔ ان میں سے بعض ظاہر ہو چکی ہیں اور بعض کا ظہور ہو رہا ہے جن کا سلسلہ حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ تک جاری رہے گا۔

علامات کبری سے مراد قیامت کی بڑی علامتیں ہیں۔ حضرت مصنف نے صرف بڑی علامتوں میں سے پانچ علامات قیامت کا ذکر کیا ہے۔ دیگر علامتوں کو اختصار کے

پیش نظر چھوڑ دیا ہے جن کا تفصیلی ذکر راقم الحروف نے شرح عقائد نسفی میں کر دیا ہے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ ۔

ترجمہ:اے اللہ قبر کے عذاب سے، مسیح دجال کے شر سے اور زندگی وموت کے فتنوں سے

تیری پناہ چاہتا ہوں۔اے اللہ بیشک میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(3) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔رسول اللہ نے فرمایا:

اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ ، وَ اِذَا حَکَمَ فَاجْتَہَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ۔

الصحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ۲۱،حدیث :۷۳۵۲

ترجمہ کہ جب حاکم حکم کرے پس وہ کوشش کرے پھر وہ درست کرے تو اس کے لئے دو ثواب ہیں اور اگر وہ حکم کرے پھر کوشش کرے کہ فیصلہ درست ہو پھر غلطی کر جائے تو اس کو ایک ثواب ہے۔

(4) فرقۂ معتزلہ، فلاسفہ اور بعض اشاعرہ کے نزدیک فرشتے بنی آدم (انسان) سے افضل ہیں۔

ذَھَبَ الْمُعْتَزِلَۃُ وَالْفَلَاسِفَۃُ وَ بَعْضُ الْاَشَاعِرَۃُ کَالْقَاضِیِّ اَبِیْ بَکْرٍ اَلْبَاقِلَانِیِّ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَلِیْمِیِّ وَالْاُسْتَاذِ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْاسْفَرَائِیِّ وَالشَّیْخِ الدِّیْنِ بْنِ الْعَرَبِیِّ صَاحِبِ الْفُتُوْحَاتِ اِلٰی تَفْضِیْلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ (نبراس۵۹۹)

ترجمہ : معتزلہ، فلاسفہ اور بعض اشاعرہ جیسے قاضی ابوبکر باقلانی، ابوعبداللہ حلیمی، استاذ ابواسحاق اسفرائی اور صاحب فتوحات شیخ محی الدین ابن عربی ملائکہ کی فضیلت کی طرف گئے ہیں۔

وَ قَالَتِ الْقَدْرِيَّةُ وَالْمُعْتَزِلَةُ بِاَجْمَعِهِمِ الْمَلٰئِكَةِ اَفْضَل مِنْ بَنِىْ آدَمَ

(اصول الدین ۱۹۰)

ترجمہ قدریہ اور معتزلہ نے ''فرشتوں کی بنی آدم پر فضیلت'' پر اجماع کا قول کیا ہے۔

اور ان کے دلائل میں سے ایک یہ آیت کریمہ ہے کہ وہ فرشتوں کی افضلیت پر اس سے استدلال کرتے ہیں۔

{لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَط...}

القرآن الحکیم النساء 172:4

ترجمہ ہرگز عار نہ سمجھے گا مسیح علیہ السلام کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے اس کو عار سمجھیں گے۔

اس آیت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فرشتے انسان سے افضل ہیں لیکن اس میں تو اس بات کا بیان ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنے عظیم جلال وقدر کے باوجود اور مقرب فرشتے اپنی قدر و منزلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے عار اور انکار نہیں کر سکتے تو اہل

مکہ اپنی گھٹیا حالت کے باوجود عبادت سے کیسے انکار کرتے ہیں۔ اور اس آیت میں فرشتوں کی فضیلت بنی آدم پر ثابت نہیں ہوتی۔ (اصول الدین)

نیز نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کو مستحق عبادت جانتے تھے اور فرقہ صابئین فرشتوں کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کا رد فرمایا ہے۔ (معتمد: ۲۷۲)

قاضی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی (متوفی ۴۹۳ھ) فرماتے ہیں:

اکثر علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے فرمایا ہے کہ مسلمان بنی آدم فرشتوں سے افضل ہیں اور افضلیت کا استدلال اس آیت سے کیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

{ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا } بنی اسرائیل 17:70

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو صاف ستھری چیزیں (روزی) دی اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

نیز قاضی صدر الاسلام رَحِمَہُ اللہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

کہ اہل السنۃ و الجماعۃ کے نزدیک رسل بنی آدم رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ عام متقی مسلمان بنی آدم عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ عام بنی آدم فرشتوں کے رسولوں سے افضل نہیں ہیں بلکہ فرشتوں کے رسول افضل ہیں۔ یہاں تک کہ جبریل، میکائیل اور اسرافیل عَلَیْہِمُ السَّلَام عام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اور اسی طرح مقرب فرشتے عام بنی آدم (اولیاء وصلحا) سے افضل ہیں۔ (اصول الدین)

یعنی عام مسلمانوں سے مراد اولیاء وصلحا ہیں۔ فساق قسم کے لوگ مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ تو جانوروں سے بدتر ہیں۔

نیز امام بزدوی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں:

کہ ساری مخلوق سے حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افضل ہیں۔ پھر بنی آدم کے رسول پھر، فرشتوں کے رسول، پھر انبیاء بنی آدم سے افضل ہیں۔ پھر اتقیاء عام بنی آدم

سے افضل ہیں۔ پھر عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور اکثر اھل سنۃ وجماعۃ قول پر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سب رسولوں اور نبیوں کے بعد سب سے افضل ہیں۔ پھر ان کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے ٦ صحابہ کا درجہ ہے۔ (اصول الدین)

امام ابوشکور محمد بن عبدالسعید سالمی رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں:

لَاخِلَافَ بِاَنَّ الْجِنَّ اَفْضَلُ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ وَالْاِنْسَ اَفْضَلُ مِنَ الْجِنِّ فِي الْجُمْلَۃِ وَالْمُطِيْعَ مِنَ الْجِنِّ اَفْضَلُ مِنَ الْعَاصِيِّ مِنَ الْاِنْسِ لِاَنَّ مِنَ الْاِنْسِ الرُّسُلِ صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَيْہِمْ وَ لَيْسَ مِنَ الْجِنِّ اَنْبِيَاۓُ وَاَمَّاالْاَوْلِيَاۓُ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّۃِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْاَنْبِيَاۓُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَوْلِيَاۓِ وَالرُّسُلُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَنْبِيَاۓِ وَ اُولُواالْعَزْمِ اَفْضَلُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَمَّاالْمَلٰۤئِکَۃُ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَلٰۤئِکَۃُ اَفْضَلُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْاَنْبِيَاۓُ وَ ھُوَ قَوْلُ الْمُعْتَزِلَۃِ۔

نیز فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ اَنَّ جِبْرِيْلَ وَ مِيْکَالَ وَ اِسْرَافِيْلَ وَ عِزْرَائِيْلَ وَالرُّسُلَ مِنَ الْمَلٰۤئِکَۃِ اَفْضَلُ مِنْ اَبِيْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ

تمھید لابی شکور سالمی ١۴

فرشتوں کا رسول ہونا اس آیت سے ثابت ہے۔

{ اَللّٰہُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۤئِکَۃِ رُسُلاً وَّ مِنَ النَّاسِ } الحج 75:22

ترجمہ اللہ (ہی کا کام ہے کہ) وہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔

فرشتوں کے رسول جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل ہیں۔

حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ نسفی رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں:

وَ خَوَاصُّ بَنِیْ آدَمَ وَ هُمُ الْمُرْسَلُوْنَ اَفْضَلُ مِنْ جُمْلَۃِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ عَوَامُّ بَنِیْ آدَمَ مِنَ الْاَتْقِیَاءِ اَفْضَلُ مِنْ عَوَامِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَخَوَاصُ الْمَلٰٓئِکَۃِ اَفْضَلُ مِنْ عَوَامِ بَنِیْ آدَمَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ (عمدۃالعقائد)

امام جلال الدین سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہ فرماتے ہیں:

وَ اِنَّ اَفْضَلَ الْخَلْقِ حَبِیْبُ اللّٰہِ الْمُصْطَفٰی فَخَلِیْلُہٗ اِبْرَاهِیْمُ، فَمُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ نُوْحٌ علیہم السلام وَ هُمْ اُولُواالْعَزْمِ فَسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَ اَفْضَلُهُمْ جِبْرِیْلُ فَاَبُوْبَکْرٍ فعُمَرُ فَعُثْمَانُ فَعَلِیٌّ فَبَاقِی الْعَشْرَۃِ فَاَهْلُ بَدْرٍ فَاُحُدٍ فَالْبَیْعَۃِ الْحُدَیْبِیَّۃِ فَسَائِرِالصَّحَابَۃِ فَبَاقِی الْاُمَّۃِ عَلَی اخْتِلَافِ اَوْصَافِهِمْ۔

(کتاب نقایہ مع اتمام الدرایہ، ۱۸۸)

غرضیکہ اکثر اهل السنۃ و الجماعۃ کے نزدیک انسان افضل ہے جیسا کہ

(بنی اسرائیل 70:17) سے ثابت ہوتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ }

القرآن الحکیم التین 4:95

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو بہترین صورت پر بنایا۔

{ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُالْبَرِیَّۃِ }

القرآن الحکیم البینہ 7:98

ترجمہ: یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دلائل کے تعارض کی وجہ سے اس مسئلہ میں توقف

فرمایا ہے۔

النبراس:۶۰۲ شرح فقہ اکبر

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ

الْوَھَّاب۔

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا فَلَا تُکِلْنِی اِلٰی نَفْسِیْ طَرَفَۃَ عَیْنٍ وَّ اَصْلِحْ لِی شَ

اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔

رَبَّنَااغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ

الرَّحِیْمُ۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ا

ابوعاصم

مؤلف کی دیگر تالیفات

(1) الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

(2) حیات امام ابومنصور محمد ماتریدی

(3) شرح اسماء الحسنیٰ

(4) فضائل اولیاءُ اللہ تعالیٰ

(5) شرح اسماء المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(6) کتاب الاحسان

(7) شرح حدیث جبریل

(8) شرح دعا قنوت

(9) مصباح الفرائد فی ترجمۃ العقائد

(10) مقالات

(11) شرح عقائد نسفی

(12) خلاصۃ الصرف

(13) شرح فقہ اکبر

(14) خلاصۃ النحو

(15) شرح العقیدۃ الطحاویہ

(16) فضائل مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(17) شرح عمدۃ العقائد

(18) محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(19) عظمت قرآن مجید

(20) فضائل صحابہ کرام

(21) سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(22) فضائل رمضان

(23) معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(24) ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(25) ذکر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

(26) ذکر خلیل علیہ السلام

(27) کتاب الحج

(28) ذکر اجداد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(29) طریقہ حج وعمرہ اور دعائیں

(30) فضائل مکہ







